ڈاکٹر درمش بلگر: ایک ترک اردودان
ایک تعارفی مطالعہ

DR DURMUSH BULGUR AN URDU SCHOLAR OF TURKEY

عمران علی

پی ایچ ڈی اسکالر (اردو)، گریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Dr. Durmush Bulgur is an Urdu scholar, teacher and researcher from Turkey. He has developed special taste for Urdu language and literature. He has obtained doctoral degree in Urdu. A number of translations from Urdu to Turkey are on his credit. He has also served as the first Chairman of the Rumi Chair established in the University of the Punjab, Lahore. He has penned many books on Rumi Studies. These books range from translation to original ones all written in Urdu. This is an intraductory article meant to cover Dr. Bulgur's serviecs in promoting Urdu language.

Keywords:

پاکستان، ترکی، ثقافتی، تہذیبی، تاریخی، درمش بلگر، رومی، اورینٹل کالج، استنبول، اسلام آباد

پاکستان اور ترکی کے مابین ثقافتی، تہذیبی اور تاریخی مراسم صدیوں سے قائم ہیں۔ دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی دوستی ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک مثال کا درجہ رکھتی ہے۔ ترکوں کی تہذیب و ثقافت کے حوالے سے ڈاکٹر ظہور احمد اعوان لکھتے ہیں:

> ”ترک اپنی تہذیب و ثقافت اور روشن خیال معتدل اسلامیت پر فخر کرنے والی قوم ہے۔ ایک Proud Nation جس کی تاریخ محیر العقول مزاحمتی تحریکوں اور جدوجہد سے معمور اور جس کا جغرافیہ ان کا سب سے بڑا ہتھیار، ترک قوم جنگ عظیم اول کی تباہ کاریوں اور شکستوں کے بعد اپنے عظیم لیڈر کمال اتاترک کی قیادت میں ایک بڑی جدید قوم کی طرح ٹیک آف کر چکی ہے“۔(۱)

ترکوں کو نا صرف پاکستانیوں بل کہ قومی زبان اردو سے بھی والہانہ محبت ہے۔ لفظ اردو، ترکی زبان کے لفظ Ordu سے ماخوذ ہے۔ اردو زبان پاکستان یا ہندوستان ہی میں نہیں بولی اور سمجھی جاتی بل کہ پوری دنیا میں اس کے سمجھنے اور بولنے والے موجود ہیں۔ دنیا بھر میں اردو بولنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح ترکی میں

بھی اب اردو زبان بولنے اور سمجھنے والے خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ ترکی میں اردو زبان کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ بیسویں صدی کے آغاز میں شروع ہو گیا تھا۔ ترکی میں حکومتی سطح پر اس وقت انقرہ یونیورسٹی، سلجوق یونیورسٹی اور استنبول یونیورسٹی میں اردو کی تعلیم دی جارہی ہے۔ ترکی میں ۱۹۱۵ء سے اردو زبان باقاعدہ طور پر پڑھائی جانے لگی تھی اور اس وقت کالجز اور سکولز کی سطح پر بھی اردو زبان کی تدریس کا عمل جاری ہے۔ حالیہ دنوں میں ترکی میں اردو زبان کی تدریس کے صد سالہ جشن منایا گیا۔ ترکی میں اردو زبان متعارف کروانے کے سلسلے میں ڈاکٹر اے۔ بی۔ اشرف اپنے مقالے بعنوان "ترکی میں اردو" میں لکھتے ہیں:

> "جہاں تک اردو علم و ادب کو ترکی میں اور ترکی علم و ادب کو پاکستان میں متعارف کرانے کا تعلق ہے اس میں اردو شعبہ جات کے علاوہ چند شخصیتوں اور اداروں کا بڑا حصہ ہے۔ سرسید احمد خان نے ترکی اور ترکوں پر بے شمار مضامین لکھے جو تہذیب الاخلاق میں چھپتے رہے۔ سجاد حیدر یلدرم نے ترکی فکشن کو اردو میں متعارف کرایا۔ وہ کچھ عرصہ استنبول میں رہے۔ انھوں نے ترکی زبان سیکھی اور بغداد میں رہ کر وہاں ترکی پڑھائی۔ انھوں نے ترکی ادب سے بہت سے تراجم کیے۔ "خالستان" میں چار ایسے افسانے شامل ہیں جو ترکی سے ماخوذ ہیں۔ اسی طرح "مرقعِ سرکیشیا" (احمد مدحت)، "جواب" (خلیل رشیدی)، "فطرت جواں مردی" (مخارب)، "ثالث بالخیر" (احمد حکمت)، "جلال الدین خوارزم شاہ" (نامق کمال)، "طارق" (عبدالحق حامد)، "جنگ و جدال"، "طغرل سنجر" (سرف الدین بک) وغیرہ بھی ترک ادب سے اردو میں ترجمہ کیے۔" (۲)

اہلِ ترک نے اردو علم و ادب کے حوالے سے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ انھی میں ایک نام ڈاکٹر درمش بلگر کا بھی ہے، جنھوں نے خود کو اردو زبان و ادب کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اردو زبان و ادب کے حوالے سے ان کی علمی و ادبی خدمات قابلِ قدر ہیں جنھیں کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علمی و ادبی حلقوں میں ایک استاد، محقق، نقاد، شاعر، مترجم، ماہر لسانیات کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر درمش بلگر ۱۶ جولائی ۱۹۶۸ء کو ترکی کے جنوب مشرقی شہر غازی عین تاب Gaziantep میں پیدا ہوئے۔ درمش ترکمانی زبان کا لفظ ہے، ترکی زبان میں اس کے معنی "زندگی" کے ہیں۔ بلگر ان کا خاندانی نام ہے، جس کے ترکی زبان میں معنی "دلیا" کے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد کا تعلق ترکمانستان سے ہے، جو وہاں سے ہجرت کر کے ترکی میں آباد ہوئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ درمش صاحب ترکمانی اور ترکی زبان کے لسانی روابط کے بارے میں بتاتے ہیں کہ "ترکی اور ترکمانی زبان میں بہت سے الفاظ مشترک ہیں"۔ (۳)

درمش صاحب کے داداکانام احمد بلگر اور دادی کا نام بشیرہ بلگر ہے جب کہ والد کا نام عبد اللہ ہے، جو اپنے تمام بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ والدہ کا نام فریدہ بلگر ہے۔ ماموں کے نام کی نسبت سے ان کا نام درمش رکھا گیا۔(۴) درمش صاحب کے مطابق ان کے والد زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے تاہم انھوں نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی۔ درمش بلگر کی تین بہنیں اور دو بھائی ہیں اور وہ اپنے تمام بہن، بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔

ڈاکٹر درمش نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز سات سال کی عمر میں حطائی/کریک خان سے کیا۔(۵) Temmuz ilkogretin Okulu سے اول تا پانچویں جماعت (۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۰ء) تک پرائمری کی تعلیم حاصل کی اور کلاس میں اول رہے۔ اس کے بعد Gazi Orta Okulu (غازی سیکنڈری سکول) سے چھٹی تا آٹھویں جماعت (۱۹۸۰ء تا۱۹۸۳ء) تک سیکنڈری کی تعلیم حاصل کی۔ چونکہ زیادہ تر رشتے دار غازی عین تاب میں مقیم تھے، لہٰذا حطائی/کریک خان میں کم وبیش ۹۔۸ سال گزارنے کے بعد ان کے والد تمام فیملی کے ساتھ دوبارہ غازی عین تاب آگئے۔ یہاں آکر انھوںMimar Sinan Lisesi Okulu(معمار سنان ہائی سکول، غازی عین تاب) میں داخلہ لیا۔ یہاں انھوں نے نویں تا بارھویں جماعت (۱۹۸۴ء تا۱۹۸۶ء) تک تعلیم مکمل کیا۔ بعد ازاں گریجویشن((B.A Honor۴ سال پروگرام کے لیے(۱۹۸۷ء تا۱۹۹۱ء) انقرہ یونیورسٹی میں داخلے کی درخواست دی۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کا داخلہ انگریزی زبان وادب میں ہو، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اردو زبان و ادب میں نہ چاہتے ہوئے بھی داخلہ ہو گیا۔ اسی بارے میں ڈاکٹر درمش بتاتے ہیں:

> ”میں انگریزی زبان میں داخلہ لینا چاہتا تھا۔ انقرہ یونیورسٹی میں داخلہ فارم میں اختیاری مضامین کے ۱۰ خانے تھے۔ سب سے پہلے نمبر پر انگریزی زبان کا خانہ تھا اور اسی طرح دسویں اور آخری نمبر پر اردو زبان کا خانہ تھا۔ میں نے دونوں پوزیشنز کا انتخاب کیا۔ ذہنی طور پر تو میں انگریزی زبان پڑھنے کا خواہاں تھا۔ اردو کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ میرے انگریزی میں نمبر زکم ہونے کی وجہ سے یونیورسٹی نے میرا داخلہ اردو زبان میں کر دیا۔ یوں سمجھ لیں کہ حادثاتی طور پر نہ چاہتے ہوئے بھی میرا داخلہ اردو میں ہو گیا۔ داخلہ ہو جانے پر حیرت زدہ تھا کہ میں اردو کی ”الف۔ب“ سے واقفیت نہیں رکھتا کیا کروں گا۔ آج سوچتا ہوں کہ جو بھی ہوا، میرے لیے بہتر ہی ہوا۔ قدرت کے اس انتخاب پر مطمئن ہوں۔ شاید انگریزی زبان میں داخلہ لے کر وہ عملی کام نہ کر پاتا جو اردو زبان کے علم سے واقفیت کے بعد ہوئے۔“(۵)

ڈاکٹر درمش نے بی۔ اے آنرز میں دورانِ تعلیم اردو زبان پر خاص توجہ دی، جس کی بدولت انھیں اردو زبان پر اچھی خاصی دسترس حاصل ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے انھوں نے انقرہ یونیورسٹی سے ہی ایم۔ اے اردو زبان میں ہی کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایم۔ اے میں ان کا مقالہ بہ عنوان ''الطاف حسین حالی: شخصیت اور کارنامے'' تھا۔ ایم۔ اے کی تکمیل کے بعد انھوں نے انقرہ یونیورسٹی ہی سے پی ایچ۔ ڈی (۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۹ء) کی۔ پی ایچ۔ ڈی میں مقالہ بہ عنوان ''برصغیر کی اسلامی وفکری تحاریک (۱۸۵۰ء تا ۱۹۹۰ء)'' بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان (پاکستان) کے شعبۂ اردو کے سابق استاد ڈاکٹر اے۔ بی اشرف کی زیرِ نگرانی مکمل کیا۔ مقالے کی تحقیق کے لیے ڈاکٹر درمش نے پاکستان اور ہندوستان دونوں ممالک کا دورہ بھی کیا۔ اس ضمن میں انھوں نے بتایا:

> ''۱۹۹۶ء میں پی ایچ۔ ڈی کے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں پاکستان کا دورہ کیا۔ اورینٹل کالج میں ڈاکٹر سہیل احمد خان سے ملاقات ہوئی، جو اس وقت شعبۂ اردو کے چیئرمین تھے۔ ان کی خصوصی شفقت کی وجہ سے خالد بن ولید ہاسٹل میں کمرہ نمبر ۴۰۲ میں رہائش ملی، جہاں میں نے ۳ ماہ قیام کیا۔ تحقیقی مراحل میں مشکلات کے ساتھ ساتھ پاکستان کے گرم موسم (جون، جولائی، اگست)، وہ دن آج بھی یاد آتے ہیں۔ میرا روزانہ کا معمول تھا کہ صبح ۹:۰۰ بجے دن لائبریری آجاتا اور لائبریری جب تک کھلی رہتی وہاں مطالعہ میں مگن رہتا۔ ہاسٹل میں رات بارہ، ایک بجے تک مسلسل پڑھائی کرتا۔ اورینٹل کالج لائبریری سے مجھے اپنے مقالے کے لیے بہت سا مواد دستیاب ہوا۔ ۱۴۔ اگست کے بعد میں بھارت کے شہر دہلی چلا گیا۔ وہاں جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی کے ہاسٹل میں ۱۵ دن قیام کیا۔ پاکستان میں جو تحقیقی مواد مجھے نہ مل سکا وہاں اس تک رسائی ممکن ہوئی۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان کے برعکس انڈیا میں تحقیقی مواد موجود ہونے کے باوجود اس تک رسائی میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔''(٦)

دورانِ تعلیم ہی ۱۴۔ ستمبر ۱۹۹۲ء کو ڈاکٹر درمش کی تعیناتی بہ طور ریسرچ اسکالر (اردو)، سلجوق یونیورسٹی کے کلیۂ سائنس و آرٹس کے شعبۂ السنہ شرقیہ میں ہو گئی۔ یہاں انھوں نے ۱۴ سال ۵ ماہ تک اپنی خدمات دیں۔ یکم ستمبر ۲۰۰۷ء کو ایک سال کے لیے بحیثیت صدرِ شعبۂ ترکی زبان و ادب، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن ، لینگویج، اسلام آباد (پاکستان) میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ بعد ازاں ان کی تعیناتی بہ طور ایسوسی ایٹ پروفیسر (اردو) ۲۴ مارچ ۲۰۰۸ء، استنبول یونیورسٹی، کلیۂ آرٹس، شعبۂ السنہ شرقیہ و ادب کے شعبۂ اردو زبان و ادب میں ہو گئی اور تاحال اسی یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔ اسی دوران حکومتِ پنجاب (پاکستان) اور حکومتِ ترکی کے تعاون سے

اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں مولانا روم کی خدمات کے حوالے سے ریسرچ چیئر کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا بنیادی مقصد مولانائے روم پر تحقیق کے علاوہ ترکی زبان و ثقافت کی پاکستان میں ترویج ہے۔ جامعہ پنجاب لاہور کے عظیم و قدیم ادارے اورینٹل کالج میں قائم ہونے والی رومی چیئر پر حکومتِ ترکی نے ان کا تقرر ۲۸۔دسمبر ۲۰۱۱ء کو بہ طور پروفیسر کیا اور اس طرح انھیں پاکستان آنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس دوران انسٹیٹیوٹ آف لینگوئجز، یونیورسٹی اورینٹل کالج، کلیۂ علومِ شرقیہ، پنجاب یونیورسٹی میں کچھ عرصہ ترکی زبان کی تدریس بھی کی۔ اس کے علاوہ حکومتِ پنجاب کے قائم کردہ ادارہ ٹیوٹا میں ترکی زبان کے استاد کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔

ڈاکٹر درمش نا صرف خوب صورت نثر لکھتے ہیں بل کہ اہلِ زبان کے لہجے میں اچھی اردو بھی بولتے ہیں، جس سے یہ گمان ہی نہیں ہو پاتا کہ وہ اہلِ زبان نہیں ہیں۔ ان کی مادری زبان ترکی اور ثانوی زبان اردو ہے۔ اردو شعرا میں وہ میر تقی میر، خواجہ میر درد، مرزا غالب، علامہ محمد اقبال اور حسرت موہانی سے متاثر ہیں۔ انھوں نے غالب کے کلام کا کچھ حصہ اردو سے ترکی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان کی نگارشات منفرد اسلوب کی حامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی متعدد تصانیف ان کی اردو زبان و ادب سے دل چسپی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کی اردو زبان و ادب پر ۹ تصانیف منظرِ عام پر آ چکی ہیں اور ترکی زبان و ادب میں تصانیف کی تعداد ۶ ہے۔

تصانیف (اردو)

ڈاکٹر درمش نے اردو ادب میں خود کو بہ طور رومی شناس، ماہرِ لسانیات، محقق، مترجم منوایا ہے۔ ان کی اردو تصانیف اورینٹل کالج میں قائم چیئر ”رومی چیئر برائے ترکی زبان و ثقافت“ کلیۂ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور کے تعاون سے شعبۂ طباعت و اشاعت، جامعہ پنجاب پریس، لاہور سے شائع ہوئیں۔ کتابوں کا مختصراً تعارف درج ذیل ہے:

۱۔ مولانا رومی اور دیارِ رومی

’مولانا رومی اور دیارِ رومی‘ ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس مختصر کتابچے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں مولانا رومی کی مختصر سوانح عمری اور ان کے جانشینوں کے مختصر احوال پیش کیے گئے ہیں۔ دوسرے حصے میں مولانا رومی کی تصانیف کا مختصراً جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تیسرے اور آخری حصے میں قونیہ شہر کے تاریخی مقامات اور اس شہر کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔ اسی ضمن میں ڈاکٹر درمش لکھتے ہیں:

"میری زندگی میں شہر قونیہ اور اُس شہر سے تعلق رکھنے والی ہر شے کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے کہ میں نے سب سے پہلے سن ۱۹۹۲ء میں اس شہر کی یونیورستی، سلجوق یونیورسٹی، ادبیات فیکلٹی کے شعبۂ اردو زبان وادب میں تحقیقی سکالر کے طور پر ملازمت شروع کی اور پورے ۱۵ سال تک میں نے اسی شہر میں زندگی گزاری اور مذکورہ بالا یونیورسٹی میں کام کرتا رہا۔ لہٰذا میں نے اس شہر کے اکثر و بیشتر مقامات دیکھے ہیں اور اس کتابچے میں دی ہوئی بہت سی معلومات کا عینی شاہد بھی ہوں۔"(۷)

ترکی کا عظیم و قدیم اور تاریخی شہر قونیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دنیا بھر سے اہلِ عشق اس شہر کو خاص طور پر مولانا رومی کی وجہ سے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر درمش کی یہ تصنیف مولانا رومی سے ان کی محبت اور عقیدت ظاہر کرتی ہے۔ ان کا طرزِ تحریر سادہ مگر دل نشیں ہے۔ وہ اپنے خیالات کو صراحت کے ساتھ اردو زبان میں بیان کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔

۲۔ شروح و شارحینِ مثنوی رومی

یہ ڈاکٹر درمش بلگر کا ایک تحقیقی کام ہے۔ اس میں انھوں نے ترکی زبان میں لکھی جانے والی مثنوی معنوی کی مختلف شروح اور شارحین کا معلومات افزا، مختصراً احوال و تعارف بیان کیا ہے۔ اس کے لیے انھوں نے ترکی کے مختلف نایاب کتب خانوں سے استفادہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔ اسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں مولانا رومی کی مثنوی پر ترکی زبان میں لکھی گئی ۷ مکمل شرحیں، تراجم اور ان کے شارحین کا مختصراً تعارف اور خدمات کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں ۲۹ شارحین کا مختصر تعارف ہے، جنھوں نے جزوی طور پر تراجم اور شرحیں بیان کی ہیں۔ تیسرے حصے میں ۷ شارحین کا تعارف ہے، جنھوں نے مثنوی کے ابتدائی اٹھارہ اشعار کی شرحیں بیان کی ہیں۔ چوتھے اور آخری حصے میں مثنوی پر لکھی گئیں ۸ کتابوں کا مختصراً تعارف دیا گیا ہے۔

مثنوی معنوی مولانا رومی کا عظیم کارنامہ ہے۔ مثنوی معنوی ہر دور کے مختلف مسالک اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اس مثنوی کا شمار عالمِ اسلام میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والے کتب میں ہوتا ہے۔ 'شروح و شارحینِ مثنوی رومی' ڈاکٹر درمش کے وسعتِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق کی آئینہ دار ہے۔ ان کا اسلوب سادہ، بامعنی اور واضح ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے خیالات کی ترسیل میں کسی قسم کی پیچیدگی یا ابہام کا شکار نہیں ہوتے۔

۳۔ مولانا روم... اردو کتابیات

مولانا روم کی خدمات پر دنیائے ادب میں ہر سطح پر علمی و تحقیقی کام جاری و ساری ہے۔ ترکی کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی مولانا روم پر تحقیقاتی کام کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب مولانا روم پر تحقیق کرنے والوں کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مختصر کتابچے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ترکی زبان میں شائع ہونے والے (۵۱۷) مقالاتِ مولانا رومی، دوسرے حصے میں مولانا رومی پر ترکی زبان میں لکھی جانے والی (۱۵۳) کتب کی فہرست، تیسرے اور چوتھے حصے میں بالترتیب ترکی کی مختلف جامعات میں (۱۱) پی ایچ۔ڈی اور (۳۰) ایم۔اے کی سطح پر ہونے والے تحقیقی مقالات کی فہرست دی گئی ہے۔ یہ کاوش مولانا رومی پر تحقیق کرنے والے محققین کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو گی۔

۴۔ اردو۔ترکی لغت

یہ لغت ۲۰۱۳ء میں شایع ہوئی۔ اسے ترک طلبہ کی ضروریات کے پیشِ نظر مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں روزمرہ الفاظ کے علاوہ درسی کتب، ادبی کتب، اخبارات اور رسائل میں استعمال ہونے والے الفاظ کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ لغت کم و بیش دس ہزار الفاظ پر محیط ہے۔

۵۔ ترکی زبان

یہ کتاب ترکی زبان کی گرامر سکھانے کے حوالے سے مرتب کی گئی ہے، یہ ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی۔ اس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے تین حصوں میں ترکی زبان کے بنیادی و امتیازی اصول (جس میں اصوات، صَرف و نحو، جملے کی ساخت و ترکیب) پر مشتمل ہے۔ چوتھے حصے میں نثری اور شعری نمونے مثالوں کے لیے پیش کیے گئے ہیں۔ پانچویں اور آخری حصے میں ترکی اور اردو زبان میں مکالمے شامل کیے گئے ہیں۔

۶۔ گلشنِ ترکی

اس کتاب کو ترکی اور اردو زبان سیکھنے والے طلبہ کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کو چھ حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ترک جمہوریت کے بانی مصطفی کمال اتاترک کا نوجوانوں سے خطاب، دوسرے حصے میں ترکی زبان کے چند مشہور لطائف، تیسرے حصے میں ترکی کے چند مشہور نظمیں، چوتھے حصے میں ترکی کی چند مشہور کہانیاں، پانچویں حصے میں چند مشہور افسانے، چھٹے اور آخری حصے میں خلافتِ عثمانیہ کی مختصر تاریخ کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ طلبہ و طالبات کی آسانی کے لیے ایک صفحے پر ترکی زبان

جب کہ دوسرے صفحے پر اردو زبان میں ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تالیف دونوں ملکوں کے طلبہ و طالبات کی بنیادی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے، جو یونیورسٹی کی سطح پر ترکی اور اردو زبان کو اختیاری مضمون کے طور پر پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب میں مباحث میں الجھنے کی بجائے ضروری اور اہم امور کا خیال رکھا گیا ہے۔

۷۔ ترکی۔ اردو لغت

یہ لغت ۲۰۱۷ء میں مرتب کی گئی۔ اس لغت میں اسم، فعل، صفت، محاورات، ضرب الامثال، مرکبات، درسی اور ادبی کتب، رسائل اور اخبارات میں استعمال ہونے والے کم و بیش ۱۴ ہزار الفاظ شامل کیے گئے ہیں۔

۸۔ مشاہیر ترک

ڈاکٹر درمش بلگر نے اس کتاب میں سلجوقی و عثمانی ادوار سے بیسویں صدی عیسوی تک اناطولیہ (ترکی) کے ۳۰ کے قریب علمائے دین، دانش وروں، سائنس دانوں اور صوفیائے عظام کے مختصر حالاتِ زندگی، ان کے علمی، عملی اور فنی کارنامے درج کیے ہیں۔ 'مشاہیر ترک' ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کے پیش لفظ میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بیشتر ترکی مشاہیر نے اپنے اپنے زمانے میں علوم و فنون کے مختلف میدانوں میں آج سے کئی سو سال پہلے وہ انکشافات اور ایجادات کی ہیں جن سے مغربی سائنسدان کئی صدیوں بعد آشنا ہوئے۔ خود مغرب کے بعض محققین نے اپنی کتابوں میں اس حقیقت کو تسلیم کر کے ان کے کارناموں کا ذکر کیا اور انہیں سراہا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ان انکشافات و ایجادات میں سے بعض مغربی سائنسدانوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔"(۸)

اس تحقیقی کتاب کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر درمش بلگر نے معلومات کے حصول کے لیے کتنی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس کو سادہ اور آسان اسلوب کے ساتھ دل چسپ انداز میں پیش کیا ہے تاکہ ہر خاص و عام اس سے مستفید ہو سکے۔

۹۔ گم شدہ گلاب (ترجمہ)

گم شدہ گلاب ترکی زبان و ادب کا ایک شہرۂ آفاق ناول ہے جسے سردار اوزکان نے لکھا ہے۔ اس ناول کی مقبولیت کی وجہ سے سردار اوزکان دنیا بھر میں جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ناول دنیا کے ۶۷ ممالک میں کم و بیش ۴۴ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس ناول کا شمار ترکی میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والے ناولوں میں ہوتا ہے۔

اردو زبان میں اس کا ترجمہ ڈاکٹر درمش بلگر نے کیا ہے۔ یہ ناول ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا۔ ترکی زبان میں " Kayip Gul"، انگریزی زبان میں "The Missing Rose" اور اردو زبان میں "گم شدہ گلاب" کے نام سے مشہور ہے۔

ناول کی کہانی ایک نوجوان لڑکی (ڈیانا) کی آپ بیتی ہے، جو دوسروں سے داد حاصل کرنے کی خاطر اپنے خوابوں اور ذات تک کو ہمہ وقت قربان کرنے پر تیار رہتی ہے۔ ناول کی کہانی انسان کے اندر چھپے ہوئے احساس، ہمدردی، محبت، اخلاقیات جیسے جذبات کی تلاش ہے۔ اس ناول کی اہمیت کے حوالے سے ڈاکٹر درمش بلگر لکھتے ہیں:

"گم شدہ گلاب، ایک امریکی لڑکی ڈیانا کی سرگزشت ہے جو اپنی جڑواں بہن کی تلاش میں استنبول آتی ہے۔ سردار کا یہ ناول عالمی سطح پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی Antoine de Saint Exupery کی کتاب 'چھوٹا شہزادہ'، Richard Bach کی کتاب 'بطخ'، Hermen Hesse کی کتاب 'سدھارتھا' اور Paulo Coelho کی 'کیمیا گر' کے ہم پلہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا نرالا اور خوب صورت ناول ہے جو انسان کو اپنی ذات کی دریافت کی ترغیب دیتا ہے۔" (۹)

ترکی زبان پر کتب

۱۔ اردو گرائمر

یہ کتاب ۲۰۰۷ء میں قونیہ سے شائع ہوئی۔ اسے ترک طالب علموں جو اردو زبان سیکھنا چاہتے ہیں، کی سہولت کے لیے لکھا گیا۔ اس میں اردو زبان کی بنیادی تعلیم، گرائمر (صرف و نحو) کے حوالے سے اور اردو زبان سیکھنے کے بارے میں ابتدائی معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔

۲۔ کلاسیکی اردو غزلیات سے منتخب نظمیں

یہ کتاب ۲۰۰۷ء میں قونیہ سے شائع ہوئی۔ کتاب کے ابتدائی حصے میں اردو شعر و شاعری کے مراحل کے بارے میں ابتدائی معلومات ہیں۔ اس کے بعد دکن کے نامور شعرا جن میں (محمد قلی قطب شاہ، ابن نشاطی، حسن شوقی، قواصی، جنیدی وغیرہ)، دہلی کے نامور شعرا (شاہ حاتم، آبرو، میر درد، سودا، انشا، مصحفی وغیرہ)، لکھنؤ کے نامور شعرا (ناصح، آتش، ابراہیم، غالب وغیرہ)، حیدر آباد اور رام پور کے نامور شعرا (امیر مینائی، داغ وغیرہ)، جدید اردو شاعری کے نامور شعرا (محمد حسین آزاد، مولانا الطاف حسین حالی) کے ادوار کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب کے آخری حصے میں کچھ شعرا کے کلام کو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ جن میں میر تقی میر،

خواجہ میر درد، حیدر علی، ابراہیم ذوق، اسد اللہ غالب مولانا الطاف حسین حالی، حسرت موہانی اور علامہ محمد اقبال کے ۲۵۔۲۰ اشعار کے ترجمے اور تشریح کی گئی ہے۔

۳۔ انیسویں صدی میں برصغیر میں مختلف اسلامی مکتبہ ہائے فکر

ڈاکٹر درمش بلگر کے پی ایچ۔ڈی کے مقالے کو کتابی شکل میں ۲۰۰۷ء میں قونیہ سے شائع کیا گیا۔

۴۔ ترکی۔اردو بات چیت

اس مختصر کتاب میں روزمرہ بولے جانے والے الفاظ کو شامل کیا گیا، جو ترکی کی سیاحت کے دوران مفید اور کارآمد ہوسکتے ہیں۔ یہ ہار منی پبلی کیشنز، اسلام آباد سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔

۵۔ ترجمۂ قرآن مجید

ڈاکٹر درمش بلگر نے ترجمۂ قرآنِ مجید (تفہیم القرآن از سید ابوالاعلیٰ مودودی) کا ترجمہ ترکی زبان میں کیا ہے۔ یہ ترجمہ قونیہ سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔

۶۔ سنت کی آئینی حیثیت

ڈاکٹر درمش نے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی شہرۂ آفاق کتاب "کتاب و سنت کی آئینی حیثیت" کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ ۲۰۰۷ء میں سے شائع ہوا۔

#مقالات (مرتبہ)

سلجوق یونیورسٹی، قونیہ (ترکی) کے تعاون سے دسمبر ۲۰۰۷ء میں "زبان و ادب اور طرزِ تحریر" کے عنوان سے ساتویں بین الاقوامی سمپوزیم کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کم و بیش ۱۵۰ کے قریب مقالات پیش کیے گئے۔ بہ طور مدیر ڈاکٹر درمش بلگر نے ان مقالات کو یکجا کیا۔ یہ مقالات دو جلدوں پر مشتمل ہیں۔

مضامین

ڈاکٹر درمش بلگر کی علمی و ادبی شخصیت کا ایک پہلو مضمون نگاری بھی ہے۔ انھوں نے مختلف ادبی سیمیناروں، کانفرنسوں، اجلاسوں اور تقاریب میں شرکت کی۔ جس میں انھیں مختلف موضوعات پر اظہارِ خیال کا موقع ملا۔ ان کے مضامین مختلف ملکی اور بین الاقوامی ادبی مجلوں کی زینت بن چکے ہیں۔ ان کے مضامین کا مطالعہ کرنے سے ان کی دانش وارانہ اور خداداد صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے تنقیدی و تحقیقی مضامین ان کی علمی و ادبی بصیرت اور تعلیمی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کے ہاں مدلل اور بامعنی گفتگو ملتی ہے۔ ڈاکٹر درمش اردو اور

ترکی دونوں زبانوں میں تحقیقی و تنقیدی مضامین لکھ چکے ہیں۔ ان کے اردو مضامین کی تعداد ۹ ہے جب کہ ترکی زبان میں ان کے مضامین کی تعداد ۱۲ ہے۔

اردو زبان میں مضامین

- "نفاذِ اردو کی راہ میں رکاوٹیں: ایک ترک کی نظر میں"۔ اخبارِ اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۹۵ء
- "تحریکِ پاکستان کا فکری پس منظر"۔ انقرہ اردو سیمینار، ادارت: پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد، پاکستان ٹیچر فورم، ملتان۔ پاکستان، ۱۹۹۸ء
- "اردو کا مستقبل"۔ اخبارِ اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، پاکستان، ۲۰۰۸ء
- "ترکی میں کتب بینی کی روایات"۔ کتابِ رسالہ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، پاکستان، مئی۔ دسمبر ۲۰۰۹ء
- "ترکی میں اردو اور اس پر تنقیدی مضمون۔ ترکی میں اردو۔ تیر تکے اور اصل حقیقت کے متعلق چند باتیں"۔ سنجیں (سہ ماہی انٹرنیشنل جرنل)، جلد: ۲۳، شمارہ نمبر ۴، لاہور: پاکستان، نومبر۔ دسمبر ۲۰۱۱ء
- "فیض اور ناظم حکمت (ہم عصر دو دانش وروں کا تقابلی مطالعہ)"۔ اردو شاعری کا صدر دروازہ فیض احمد فیض (کتاب کی کارروائی)، فیض احمد فیض انٹرنیشنل کانفرنس، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان، ۴۔۳ نومبر ۲۰۱۱ء
- "اقبال اور ترکی، منظوم اور منثور تحریروں کی روشنی میں"۔ (کتاب کی کارروائی)، اقبال انٹرنیشنل کانفرنس، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان، ۳۰۔۲۹ نومبر ۲۰۱۲ء
- "کاتب سلیبی، سترہویں صدی عیسوی کے نابغہ روزگار عالم"۔ جہت الاسلام (اسلامی علوم کا جریدہ)، جلد: ۷، پنجاب یونیورسٹی کلیۃ العلوم اسلامیہ، لاہور، پاکستان، جنوری۔ جون ۲۰۱۴ء
- "کشف المحجوب کا ترکی ترجمہ"۔ مجموعۂ مقالات سیمینار، بعنوان "لاہور کے ممتاز عارف اور ولی سید علی بن عثمان ہجویری"، شعبہ کرسی ہجویری، کلیۂ علوم شرقیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، فروری ۲۰۱۴ء

ترکی زبان میں مضامین

- ''برصغیر کی لائبریریوں میں ترکوں سے متعلق مطبوعہ مواد کی ایک فہرست''۔ سلجوق یونیورسٹی، کلیۂ سائنس و آرٹس، جرنل آف سوشل سائنسز، جلد:۱۲، قونیہ، ترکی،۱۹۹۸ء
- ''فیشن اور نقل کے متعلق مضمون''۔ اسکرلک دیریسی باسکنلیگی درگیسی، جلد:۲، دیاربا کیر، ترکی، دسمبر ۲۰۰۰ء
- ''۱۹۰۰ء۔۱۸۵۰ءسے برصغیر میں مختلف مکتبہ ہائے فکر''۔ سلجوق یونیورسٹی، کلیۂ سائنس و آرٹس، جرنل آف سوشل سائنسز، جلد:۱۴۵، قونیہ،۲۰۰۲ء
- ''برصغیر میں غائب سے مختلف مکتبہ ہائے فکر''۔ اسلامی فکر، قرآن اور تفسیر تحقیقات میں غائب کا مسئلہ، استنبول،ترکی،۲۰۰۳ء
- ''تجارت سے نو آبادیات: ہندوستان اور برطانوی تسلط ۱۹ ویں صدی میں''۔ دیوان علمی ارستیر ملہر، بیلم وی سنت وقفی، استنبول،۲۰۰۴ء
- ''اردو زبان اور اس کی تاریخی نشوونما''۔ سلجوق یونیورسٹی، کلیۂ سائنس و آرٹس، جرنل آف سوشل سائنسز، جلد:۱۶، قونیہ، ترکی،۲۰۰۶ء
- ''الطاف حسین حالی، حیات و کارنامے''۔ سلجوق یونیورسٹی، کلیۂ سائنس و آرٹس، جرنل آف سوشل سائنسز، جلد:۱۶، قونیہ، ترکی،۲۰۰۶ء
- ''سید حقہ میر درد، اردو غزل کا فلسفہ اور صوفی شاعر''۔ نوشا، سرکیات ارستر مالدری درگیس، بیل، وی سائی: جلد:۲۳، قونیہ،۲۰۰۶ء
- ''محمد اقبال اور ان کا پیغام''۔ ہندوستان ترک تاریخی، آرسیتالاری، بیل، ا، ایس:۲، مالا تائیا،۲۰۰۷ء
- ''قادیانیت''۔ سرکیات میکموسی، استنبول یونیورسٹی، ادبیات فیکلٹی، ۲ /۲۰۰۸، سائی، xiii، استنبول، ۲۰۱۱ء
- ''محمد اقبال اور اجتہاد''۔ ڈوگوار ستیملاری ا /۲۰۱۱ء، ایس:۷، آئی ایس ایس این ۶۲۵۶۔۱۳۰۷
- ''پاکستان میں لسانی پالیسی''۔ کارروائی۔ بین الاقوامی کانفرنس بسلسلہ ایشیائی لسانیات و ادب، کیسیری، ارسیز یونیورسٹی، فیکلٹی آف آرٹس، مطبوعہ:۵،۱۔۶ مئی ۲۰۱۱ء

مجموعی طور پر ڈاکٹر درمش بلگر کی اردو زبان و ادب کے حوالے سے علمی و ادبی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔ڈاکٹر درمش بلگر کم و بیش ۵ سال کا عرصہ پاکستان میں گزارنے کے بعد ۵۔اگست ۲۰۱۷ء کو واپس ترکی جا چکے ہیں اور استنبول یونیورسٹی، شعبۂ اردو میں بہ طور ایسوسی پروفیسر اپنے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

(۱) ظہور احمد اعوان، ڈاکٹر، زبانِ یارِ من ترکی، پشاور: تھرڈ ورلڈ ایجوکیشن فورم پاکستان، ۲۰۰۸ء، ص ۲۷

(۲) اے۔بی۔اشرف، ڈاکٹر، "ترکی میں اردو"، مشمولہ، "بیرونی ممالک میں اردو"، مرتبہ: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء، ص ۶۸

(۳) راقم الحروف کا ڈاکٹر درمش سے مکالمہ، بتاریخ ۲۸ دسمبر ۲۰۱۶ء

(۴) ایضاً

(۵) ایضاً

(۶) ایضاً، بتاریخ ۹ جنوری ۲۰۱۷ء

(۷) درمش بلگر، ڈاکٹر، "مولانا رومی اور دیارِ رومی"، لاہور: رومی چیئر برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیۂ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، ۲۰۱۴ء، ص الف

(۸) درمش بلگر، ڈاکٹر، مشاہیر ترک، لاہور: رومی چیئر برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیۂ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، ۲۰۱۴ء، ص v–vi

(۹) درمش بلگر، ڈاکٹر، گم شدہ گلاب، لاہور: رومی چیئر برائے ترکی زبان و ثقافت، کلیۂ علومِ شرقیہ، جامعہ پنجاب، ۲۰۱۴ء، تقدیم۔

Bibliography

- Durmus Bulgar, *Mashaheer-e Turk*, (Lahore: Oriental College, University of the Punjab, 2014)
- Durmus Bulgar, *Gumshuda Ghulab*, (Lahore: Oriental College, University of the Punjab, 2014)

- Zahoor Ahmad Awan, *Zuban-e Yaar-e Man Turky,* (Peshwar: Third World Education Fourm Pakistan, 2008).
- A.B Ashraf, *Turky mein Urdu,* (Incl.) Beruni Mamalik mein Urdu, (Comp.) Dr. In'am ul Haq Javed, (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zuban, 1996)
- Interview with Dr. Durmush Bulgar by Imran Ali, Dated December 28, 2016.